عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۱۷ تا ۲۳/شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸/دسمبر ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۲۹

قیمت ۷ روپے

جان جائے ایمان نہ جائے

اقتصادی نظام اور اسلامی شریعت

اسلام کے سائے میں

علماء اور مسلم معاشرہ

اعمالِ صالحہ کی حقیقت

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س:...... احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جا رہا ہے' کیا یہ جبراً اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا' اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں' تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور از روئے عقل و انصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر اکراہ کی نہیں' بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار و ارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے' نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے...... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

قربانی کے واجب ہونے کے چند اہم صورتیں:

س:...... میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے اگر بقرعید کے تین دنوں میں کسی دن بھی میں صاحب نصاب ہوجاؤں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟

ج:...... جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے' اور قربانی بھی صاحب نصاب ہی پر واجب ہے۔ مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ نصاب پر سال گزر گیا ہو' جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص عین قربانی کے دن صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔ جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب نامی (بڑھنے والا) ہو' شریعت کی اصطلاح میں سونا' چاندی' نقد روپیہ' مال تجارت اور چرنے والے جانور "مال نامی" کہلاتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر قربانی کے لئے مال کا نامی ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت نصاب کو پہنچی ہے چونکہ یہ غلہ مال نامی نہیں' اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں' چاہے سال بھر پڑا رہے' لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔

س:...... میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں وہ اس کی مالک ہیں وہ ہماری زیر کفالت ہیں' ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کرسکیں۔ کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں؟ جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں۔

ج:...... اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحب نصاب ہیں' اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں' اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحب نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد ۲۲ شمارہ ۲۹ / ۱۷ تا ۲۳ شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ دسمبر ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی • مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور راؤ
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل ڈیزائن: محمد ارشد قریشی، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
جان جائے ایمان نہ جائے (مولانا شمس الحق ندوی)	6
اقتصادی نظام اور اسلامی شریعت (مولانا محمد سجاد قاسمی ندوی)	9
علماء اور مسلم معاشرہ (پروفیسر سید احتشام احمد ندوی)	14
اعمال صالحہ کی حقیقت (مولانا محمد بلال میرٹھی)	17
اسلام کے سائے میں (مولانا مفتی محمد ساجد قاسمی)	20
قادیانی عقائد پر ایک نظر (ادارہ)	25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۳۵ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۳۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۸۰ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 383-8 ... 2-27 ... پاکستان ... کراچی

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
Jama Masjid Babur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ!

اٹلی کی قادیانی جماعت کے مرکزی رہنما کا قبول اسلام

الحمدللہ! اٹلی کی قادیانی جماعت کے مرکزی رہنما رحمت خان نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ قادیانی مذہب پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ شیخ راحیل احمد، مظفر احمد مظفر کے بعد رحمت خان کا قبول اسلام قادیانی مذہب کی ریتلی دیوار کے لئے ایک ایٹمی دھماکے سے کم نہیں۔ ان کا اسلام قبول کرنا دین اسلام کی حقانیت اور قادیانیت کے روبہ زوال ہونے کی ایک روشن دلیل ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں ملکی اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

"اٹلی میں مقیم قادیانی رہنما نے خاندان سمیت اسلام قبول کرلیا

جماعت احمدیہ اٹلی کے مرکزی رہنما رحمت خان عیدالفطر کے موقع پر اپنے خاندان کے 13 ارکان سمیت قادیانیت سے تائب ہوگئے

لندن (خبر نگار خصوصی) اٹلی کے شہر بلونیا میں مقیم جماعت احمدیہ اٹلی کے مرکزی رہنما رحمت خان نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کر کے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اٹلی میں گزشتہ چند برسوں میں 34 افراد نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا ہے۔ عیدالفطر کے موقع پر رحمت خان نے اسلام قبول کرنے کا باضابطہ اعلان بھی کیا۔ ذرائع کے مطابق اٹلی کے شہر بلونیا میں مقیم جماعت احمدیہ کے مرکزی رہنما رحمت خان نے دو روز قبل باضابطہ طور پر جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے قادیانی عقائد سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اسلام قبول کرنے والے ان کے دیگر اہل خانہ میں منظور بیگم، فتح خان، شمیم بیگم، مزمل، طاہر، اویس، حمیرا، ثمیر، محمد خان، غزالہ، جمیل، حسیب اور ایک نابالغ بچہ شامل ہے۔ ذرائع کے مطابق رحمت خان کا تعلق پاکستان کے شہر گجرات کی تحصیل کھاریاں سے ہے۔ وہ گزشتہ کئی برسوں سے اٹلی میں مقیم تھے اور وہاں جماعت احمدیہ کے مرکزی قائدین میں شامل تھے۔ انہوں نے قادیانی جماعت سے علیحدگی کا باضابطہ اعلان عیدالفطر کے موقع پر کیا۔ جماعت احمدیہ اٹلی کے مرکزی رہنما کے تائب ہونے کے سبب قادیانی جماعت احمدیہ سخت پریشانی کا شکار ہے اور ذرائع کے مطابق رحمت خان کی قادیانیت سے علیحدگی روکنے کے لئے بہت کوششیں کی گئیں مگر انہوں نے تمام پیشکشوں کو مسترد کردیا۔ ذرائع کے مطابق گزشتہ چند برسوں کے دوران اٹلی میں 34 اہم افراد نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ رحمت خان اٹلی کی مرکزی مجلس شوریٰ میں شامل تھے اور بہت متحرک تھے۔ ان کی علیحدگی کی وجوہات کے حوالے سے ذرائع کا کہنا ہے کہ انہوں نے قادیانی مذہب اور اسلام کے گہرے مطالعے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ قادیانی مذہب باطل ہے......"

(روزنامہ "امت" کراچی ۲۹/نومبر ۲۰۰۳ء)

الحمدللہ! گزشتہ شمارے میں آپ پشاور میں قادیانیوں کے ۱۷ گھرانوں کے ۱۰۷ افراد کے قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہونے کی خبر پڑھ چکے ہیں۔ اس موقع پر ہم نے لکھا تھا کہ مقام شکر ہے کہ قادیانیوں میں اسلام قبول کرنے کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ قادیانیت کا فتنہ اب اپنے منطقی انجام کی طرف گامزن ہے، یہ فتنہ انگریزوں نے ہندوستان کے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور ان کو جہاد سے دور کرنے کے لئے پیدا کیا تھا اور آج بھی قادیانیت کو انگریزوں اور دیگر عالمی کفریہ طاقتوں کی سرپرستی و اعانت حاصل ہے، پاکستان کے مسلمانوں نے ۱۹۷۴ء میں اپنی صفوں میں گھسے ہوئے قادیانیوں کو نکال باہر کیا تو برطانیہ نے انہیں پناہ دی اور قادیانی گرو مرزا طاہر لندن سے مغربی میڈیا کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کی کوششیں کرتا رہا، لیکن عالمی کفریہ طاقتوں کی

تمام تر اعانت اور تعاون کے باوجود قادیانی گروہ مسلمانوں کے ایمان خریدنے اور ان کے دلوں سے فریضہ جہاد کی اہمیت ختم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ قادیانیت اپنی بقا کی جدوجہد کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اور قادیانی دجل کا پردہ چاک ہونے کی وجہ سے قادیانی عوام بڑی تعداد میں مسلمان ہو رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں علمائے کرام کی کوششیں رنگ لا رہی ہیں' علمائے کرام کو اس میدان میں مزید کام کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ قادیانیوں تک حق کی دعوت پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ قادیانیت کے فتنے کا مستقل سدباب ہوسکے اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اس کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کیا جاسکے' قادیانیت نے انسانیت کو سوائے دعوؤں' لاف و گزاف' فحش کلامی' شہوت رانی' قادیانی راکل فیلی اور قادیانی جماعت کے بینک بیلنس میں چندوں کے ذریعہ بے پناہ اضافے' اسلام سے خروج اور مسلمانوں کی تضحیک کے اور کیا دیا ہے؟ قادیانیت انسانیت کی تباہی کے لئے ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوکر میدان عمل میں اتری جو ابلیس نے انسانیت کو گمراہ کرنے کے لئے بارگاہ خداوندی سے طلب کئے تھے لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ قادیانی جماعت کے رہنما' زعما' شعراء' وکلاء' صحافی' دانشور قادیانیت پر لعنت بھیج کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں' اسلام کے دامن میں آتے ہی وہ ابدی سکون محسوس کرتے ہیں جس کا وہ کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں' اب مستقبل صرف اسلام کا ہے' اس میں نہ قادیانیت کی لن ترانیاں چلیں گی نہ عیسائیت کی زور زبردستی اور نہ یہودیت کی فتنہ پروری' اسلام کا سیدھا' سچا' ابدی' دائمی اور عالمگیر پیغام ہی اب دنیا میں چلے گا' دنیا اسلام کے علاوہ دیگر تمام نظاموں کی ناکامی کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرچکی ہے' اسلام وہ عظیم دین ہے جو توحید خالص کا درس دیتا ہے' جو نبی کو اللہ کا بہترین بندہ تو ثابت کرتا ہے لیکن خدا نہیں بناتا' جو نبی کو معراج جیسا معجزہ اور قرآن جیسی سچائی عطا کرتا ہے' جو دنیا کو انسانیت کا درس دیتا ہے' جس کے پیروکار روپے پیسے اور خاندانی بڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت کی وجہ سے مقرب بارگاہ خداوندی ٹھہرتے ہیں' جس میں قادیانی جماعت کی طرح مرزا قادیانی کی آل اولاد اور قادیانی جماعت کے فنڈ میں چندہ دینے کے بجائے معاشرے کے غریب اور نادار افراد کو اپنی زکوٰۃ و صدقات دینے کا حکم دیا جاتا ہے' جس میں جنسی انارکی کی قادیانی روش کے بجائے ضبط نفس اور پاکیزگی اختیار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے' خود ہی سوچئے کہ ایسا بہترین مذہب جو خود اللہ کا پسندیدہ دین ہے' اگر یہ دین غالب نہیں رہے گا تو کیا قادیان کے لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے جنسی مریض مرزا غلام احمد قادیانی کا دین غالب رہے گا؟ قادیانی مذہب کی عمارت ڈھے چکی ہے اور اب صرف اس کا ملبہ اٹھایا جانا باقی ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' علمائے کرام اور مسلمانوں کے تعاون سے اس ملبہ کو اٹھانے کی جدوجہد کر رہی ہے تاکہ جلد سے جلد اس ملبہ کو ٹھکانے لگایا جاسکے' دنیا بھر کے مسلمانوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس عظیم جدوجہد میں دامے درمے قدمے سخنے شریک ہوکر انسانی معاشرے کی تطہیر کا سامان کریں۔ یہ تحریر آج رحمت خان کے قبول اسلام پر انہیں اور مسلمانوں کو مبارکباد دینے کیلئے درج کرتے وقت بھی مکمل طور پر صادق آرہی ہے۔ اس موقع پر ہم مکرر درخواست کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی محافظت کے عظیم کام میں ہر مسلمان کو شریک ہوکر شفاعت نبوی کا حقدار بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ : خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

جان جائے ایمان نہ جائے

مولانا شمس الحق ندوی

بادشاہ جلال الدین خلجی جو صاحب علم وحلم‘ جوہر شناس اور ارباب کمال کا قدردان تھا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی شہرت بھی اس وقت اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی‘ جلال الدین نے کئی بار حاضری کی اجازت چاہی‘ لیکن کبھی منظور نہ ہوئی۔ آخر سلطان نے امیر خسرو کے ساتھ (جو سلطان کے مصحف بردار تھے) منصوبہ بنایا کہ ایک مرتبہ بلا اطلاع حضرت کی خدمت میں حاضر ہوجاتا ہے۔ امیر خسرو نے مناسب جانا کہ اپنے مرشد کو اس کی اطلاع دے دی جائے‘ اس لئے کہ اگر میں نے اس کی اطلاع نہ دی تو شاید میرے حق میں اچھا نہ ہو‘ اگرچہ بادشاہ نے اس بارے میں امیر خسرو کو اپنا راز دار بنایا تھا‘ لیکن اپنے مرشد سے رازداری امیر خسرو کو مناسب نہ معلوم ہوئی‘ امیر خسرو نے حضرت خواجہ سے جاکر عرض کیا کہ کل بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا‘ حضرت خواجہ نے یہ سنتے ہی اپنے مرشد کی قبر کی زیارت کی نیت سے اجودھن کا رخ فرمالیا اور روانہ ہوگئے‘ بادشاہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو امیر خسرو پر ناراض ہوا کہ تم نے میرا راز فاش کردیا اور حضرت خواجہ کی قدم بوسی کی سعادت سے محروم کردیا‘ امیر خسرو نے کہا کہ بادشاہ کی رنجش سے جان جانے کا خوف تھا لیکن مرشد کی رنجش سے سلب ایمان کا خوف تھا‘ بادشاہ حلیم و فرزانہ تھا‘ اس نے اس جواب کو پسند کیا اور خاموش ہوگیا۔

دنیا انسانوں سے بھری ہوئی ہے لیکن رب کائنات کو وہی انسان محبوب ہے جو اسی کی چوکھٹ پر سر جھکاتا اور اسی کو اپنا مالک و خالق سمجھتا ہے اور جو اس کو چھوڑ کر مخلوق میں سے کسی کو اس کا شریک بناتا ہے اور اس کے سامنے سر جھکاتا ہے یا وہ سرے سے اپنے مالک و خالق حقیقی کا انکار کرتا ہے‘ اس کی اس مالک کے یہاں کوئی قیمت نہیں‘ بلکہ وہ سخت سزاؤں کا مستحق ہوگا‘ یہ اور بات ہے کہ اس دنیائے فانی میں وہ اپنے منکروں اور باغیوں کو بطور عتاب و ناراضی بعض اوقات زیادہ نوازتا ہے اور بہتوں کو تو کھلی چھوٹ دے دیتا ہے کہ وہ دیکھے کہ یہ ذرۂ خاک تمرد و سرکشی‘ غرور و گھمنڈ میں کہاں تک جاتا ہے؟ اور تاریخ انسانی میں ایسے سرکشوں کی کمی نہیں‘ لیکن انجام سب کا برا ہوا اور آگے جو کچھ ہورہا ہوگا‘ اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا‘ اسی مالک نے فرمایا:

’’اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہوجائیں گے تو جو لوگ خدا سے انکار کرتے ہیں‘ ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنادیتے اور سیڑھیاں (بھی) جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے دروازے بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگاتے ہیں اور (خوب) تجمل و آرائش (کردیتے) اور یہ سب دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے اور آخرت تمہارے پروردگار کے یہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے۔‘‘

(زخرف:۳۳تا۳۵)

اس لئے خسرو کو اپنی جان کے بجائے ایمان کی زیادہ فکر ہوئی‘ بادشاہ کے مقابلہ میں مرشد کی خوشی کو ترجیح دی کہ ایمان سلامت ہے تو سب کچھ ہے‘ ایمان نہیں تو اس چند روزہ زندگی کے عیش کی کیا قیمت؟

خسرو کا واقعہ ہر اس بندۂ مومن کے لئے تازیانہ عبرت ہے جو چند روزہ زندگی کے لئے نہ محض کرسی عملی طور پر ایمان اور ایمان کے

تقاضوں پر دنیاوی مال ومتاع اور جاہ وحشم کو ترجیح دیتا ہے' اس کی خاطر طرح طرح کی تاویلیں کرتا ہے' مال و جاہ کا چسکہ ایسا ہے کہ اس کے اثرات بعض اوقات نہایت خطرناک صورت اختیار کرلیتے ہیں' دل میں دنیا کے نقد فائدہ اور لطف و لذت کا نشہ اتنا سا جاتا ہے اور اس کی ایسی دھن سوار ہوجاتی ہے کہ آخرت کی دائمی اور کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی کا خیال و دھیان ذہن و دماغ سے نکل جاتا ہے اور بقول شاعر:

لوگ نقد خریدتے ہیں جہنم
جنت جو ادھار رکھی ہے

سب کچھ بھول کر صرف دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے' اس کے بعض اوقات بڑے حیرت انگیز نمونے سامنے آتے ہیں' بلکہ اب تو موجودہ ماحول وفضا میں یہ بات اتنی عام ہوتی جارہی ہے کہ جیسے یہ عیب کے بجائے ہنر بن گیا ہے' دین کا نام تو لیا جاتا ہے لیکن بقول حضرت حسن بصریؒ:

"ہائے افسوس! لوگ کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا' زبانی باتیں ہیں' عمل کا نام ونشان نہیں' علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے) صبر نہیں' ایمان ہے مگر یقین سے خالی' مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ قوی فی الدین' صاحب ایمان و یقین ہو' عقلمند ہو لیکن نرم خو' دولت ہو تو اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے' خرچ کرنے میں شفیق' خستہ حالوں کے حق میں رحیم و کریم' حقوق کی ادائیگی میں کشادہ دست و فراخ دل' انصاف میں سرگرم و ثابت قدم' کسی سے نفرت ہو تو اس کے حق میں زیادتی نہ ہونے پائے' کسی سے محبت ہو تو اس کی مدد میں حد شریعت سے نہ بڑھنے پائے' نہ نکتہ چینی کرتا ہو' نہ طنز واشارہ' نہ طعن وتشنیع' نیکی کرے اس کو خوشی ہوتی ہے' غلطی ہوجاتی ہے تو استغفار کرتا ہے'

یہی شان صحابہ کرامؓ کی اپنے درجوں اور مرتبہ کے مطابق' جب تک دنیا میں رہے تو اسی شان سے رہے اور جب دنیا سے گئے تو اسی آن بان سے گئے۔ مسلمانو! تمہارے سلف صالحین کا یہ نمونہ تھا' جب تم نے اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ بدل دیا تو اللہ نے بھی تمہارے ساتھ اپنا معاملہ بدل دیا۔"

حالات خواہ کیسے ہی ہوں؟ مگر صاحب ایمان وعزیمت بندوں کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی' وہ جان ومال حتیٰ کہ آل واولاد تک کی پرواہ نہیں کرتے

حالات خواہ کیسے ہی ہوں؟ مگر صاحب ایمان وعزیمت بندوں کے پائے ثبات میں لغزش نہیں ہوتی' وہ جان و مال حتیٰ کہ آل و اولاد تک کی پرواہ نہیں کرتے' اس کی صحابہ و تابعین' بلکہ تاریخ اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں بے شمار مثالیں ملتی ہیں' جو منارۂ نور کا کام دیتی ہیں۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوچکے ہیں' مگر کفار مکہ عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں' نہ صرف یہ کہ دینی تقاضوں پر عمل کرنے سے روکا جارہا ہے بلکہ طرح طرح کی سزائیں اور تکلیفیں دی جارہی ہیں' بالآخر وہ مدینہ منورہ ہجرت کا ارادہ کرلیتے ہیں' قریش اس کی بھی اجازت نہیں دیتے' وہ کہتے ہیں کہ تم مفلس وفقیر بن کر آئے تھے' یہاں مالدار بن گئے اب چاہتے ہو کہ سب کچھ لے کر چلے جاؤ؟ یہ نہیں ہوسکتا۔ مسئلہ دین وایمان کا تھا' مومن صادق دین کے لئے سب کچھ قربان کرسکتا ہے' حضرت صہیبؓ نے فرمایا: اگر میں اپنا سب مال دے دوں تو جانے دو گے؟ کفار قریش نے کہا: ہاں! حضرت صہیبؓ نے جواب دیا: سارا مال تمہارے حوالے ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آپ بیتی سنائی اور کہا کہ سب مال دے کر آیا ہوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صہیب! نفع میں رہے' اور اس کے برعکس ہمارا حال یہ ہے کہ مال وجاہ کی خاطر دین وایمان کو داغدار کرکے اپنے کو نفع میں سمجھتے ہیں' کہنے والا کتنی حسرت سے کہتا ہے:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ دین کی خاطر مال سے ہاتھ اٹھالینے کی ایک مثال تھی' ایک اور مثال ہم اپنے تصور وخیال میں لائیں اور غور کریں کہ ہم میں اس کی کتنی قوت وطاقت ہے؟

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ہجرت فرماتے ہیں' ساتھ میں رفیقہ حیات اور ان کی گود میں معصوم بچہ ہے' دونوں اونٹ پر سوار ہیں

اور حضرت ابو سلمہؓ اونٹ کی نکیل تھامے چل رہے ہیں' جب بنی المغیرۃ کے کچھ لوگوں کی ان پر نظر پڑی تو وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہاری حد تک تو ٹھیک ہے کہ تم اپنے کو بچا کے جا رہے ہو' لیکن ان بی بی کو ہم تمہاری ہمرکابی کے لئے کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ حضرت ابو سلمہؓ کی رفیقہ حیات حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل حضرت ابو سلمہؓ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے' یہ دیکھ کر بنو عبدالاسد میں جو ابو سلمہ کے حامی تھے' سخت اشتعال پیدا ہوا' انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! تم نے ان (خاتون) کو ہمارے بھائی سے چھین لیا ہے لیکن ہم اپنے لڑکے (ان کے بیٹے) کو ان (خاتون) کے پاس ہرگز نہیں چھوڑیں گے' اس کے بعد دونوں قبائل میں میرے بچے پر کشاکش شروع ہوگئی اور دونوں اس بچے کو اپنی طرف کھینچنے لگے حتیٰ کہ اس بچے کا ہاتھ اکھڑ گیا' بعد ازاں بنو عبدالاسد اس کو چھین لینے میں کامیاب ہوگئے اور اس کو اپنے ساتھ لے گئے' بنو المغیرہ نے مجھے اپنی قید میں کرلیا' میرے شوہر مدینہ روانہ ہوچکے تھے' اس طرح میں' میرا لڑکا اور میرے شوہر ہم تینوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے' میں ہر صبح کو باہر آتی اور "ابطح" میں بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی' اس پر پورا ایک سال گزر گیا' ایک دن بنو المغیرہ ہی میں سے میرے چچا زاد بھائیوں میں سے ایک بھائی کی مجھ پر نظر پڑی اور میری حالت دیکھ کر اسے رحم آیا اور اس نے بنو المغیرہ سے کہا: اس غریب کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟ تم نے اس کو شوہر اور بیٹے دونوں سے محروم کردیا ہے' وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اگر تمہارا دل چاہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ' اس وقت بنو الاسد نے میرا لڑکا مجھے واپس کردیا اور میں مدینہ کے لئے روانہ ہوگئی' اس حالت میں اللہ کا کوئی بندہ میرے ساتھ نہ تھا' جب تنعیم پہنچی تو میری ملاقات عثمان بن طلحہؓ سے ہوگئی جو بنی عبدالدار میں سے تھے' انہوں نے مجھے تنہا دیکھ کر نہایت خوش خلقی' پاک نگاہی اور شرافت نفس کے ساتھ مجھے میرے شوہر کے پاس مدینہ پہنچا دیا۔

بیوی بچے کی محبت کیسی ہوتی ہے؟ اس کی حقیقت قرآن کریم سے بڑھ کر کون بیان کرسکتا ہے' فرمایا: "ان من اولادکم وازواجکم فتنۃ" اولاد اور بیوی کی محبت میں انسان کیا کچھ نہیں کرتا؟ ان کی محبت میں ایسا مغلوب و سرمست ہوتا ہے کہ حرام و حلال تک کی فکر نہیں کرتا' ان کو خوش رکھنے کے لئے خالق و مالک کے احکامات کو کس بے فکری کے ساتھ توڑتا ہے۔

مگر حضرت ابو سلمہؓ اپنے دین کی حفاظت کی خاطر کس دل و جگر کے ساتھ بیوی بچے کو چھوڑ مدینہ کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں؟ یہ تو مرد کی بات ہوئی' کمزور دل صنف نازک کی قوت ایمانی کو دیکھئے؟ حضرت ام سلمہؓ شوہر کی جدائی کے غم کے ساتھ اپنے جگر کے ٹکڑے کی چھینا جھپٹی اور پھر اس کا ہاتھ اکھڑ جانے کا منظر کس طرح دیکھ رہی ہیں؟ اور پھر وہ بچہ بھی ان سے جدا کردیا جاتا ہے' پورے ایک سال ابطح میں بیٹھ کر صبح سے شام تک وہ کس طرح روتی ہیں؟ اس درد و کرب کا کوئی اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟ مگر ان کے ایمان و یقین پر ذرا بھی آنچ نہیں آنے پاتی اور ہمارا حال یہ ہے کہ:

ایماں مجھے کھینچے ہے جو روکے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

ہمارا خاندانی ایمان' نسلی اور قومی ایمان معمولی سے معمولی نقصان و خسارہ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے' ہم معمولی فوائد کے لئے ہزار تاویلیں کرلیتے ہیں اور اسی کو اپناتے ہیں اور امید یہ لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وہی معاملہ ہمارے ساتھ بھی ہو جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے خاصان خدا کے ساتھ ہوا۔

امیر خسرو کے الفاظ پھر سے دہرایئے اور سوچئے: "بادشاہ کی رنجش سے جان جانے کا خوف تھا' لیکن مرشد کی رنجش سے سلب ایمان کا خوف تھا۔"

اس لئے قرآن کریم متنبہ کرتا ہے:

"لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے' بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے' پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں خدا کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے۔"

(لقمان:۳۳)

☆☆..............☆☆

اقتصادی نظام اور اسلامی شریعت

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

اسلام میں حکومت کا نظام اسلامی احکام کی تنفیذ و تطبیق کی ضمانت اور ذمہ داری کا اہم ترین ذریعہ ہے اور معاشرہ کے تمام مکلف افراد کے اجتماعی عمل و سلوک کا نام ہے' اسلامی نقطہ نظر کے بموجب حاکم امت پر احکام شرعیہ کی تنفیذ میں امت کا نائب اور وکیل ہوتا ہے۔

اسلام کا اقتصادی نظام اسلام کے اجتماعی اور سیاسی نظام ہی کا حصہ ہے' اس سے الگ نہیں ہے' یہ نظام بھی توحید' اخلاق اور قرآن کی تعلیمات ہی کو اساس سمجھ کر اتباع پر قائم ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ تمام انسان اصل اور نشأۃ کے لحاظ سے بالکل برابر ہیں' مالداری اور فقر' نسل و قوم اور رنگ و خاندان میں تفاوت اور فرق کے باوجود وہ متحد ہیں' سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے: "کلکم لآدم و آدم من تراب" (تم میں سے ہر ایک آدم کی اولاد ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے)۔

مال اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے' انسان اللہ کا خلیفہ و نائب ہے' اللہ نے زمین اور اس کی تمام اشیاء انسان کے لئے بنائی ہیں اور ہر انسان کا یہ فطری حق ہے کہ وہ زمین سے اپنا رزق حاصل کرنے کی سعی و کوشش کرے' اس میں ہر ایک کا حق اور حصہ مساوی ہے' ہر ایک اپنی ہمت و بساط کے مطابق عمل اور کوشش کر سکتا ہے۔ وسائل معاش و رزق کو شریعت نے ہر ایک کے لئے عام کر دیا ہے' خدا کے عطا کردہ وسائل رزق میں عمل اور کوشش کر کے اپنا رزق حاصل کرنے کے مواقع ہر ایک کے لئے یکساں اور برابر ہیں۔

وسائل رزق و معاش کے استعمال میں مساوات کے ساتھ ہی اللہ نے اپنی نعمتوں کی تقسیم میں مساوات نہیں فرمائی ہے' یہ اللہ کی حکمت حکیمہ ہے کہ اس نے بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت اور فوقیت عطا کی ہے۔ جسمانی' دماغی اور قلبی طاقتوں' فطری ماحول' حسن و جمال اور صحت و تندرستی وغیرہ سب اشیاء ہر ایک کو یکساں نہیں ملی ہیں' اللہ کی یہ بنائی ہوئی فطرت خود رزق میں تفاوت اور فرق کی بھی داعی ہے' یہ فرق ملحوظ رہنا چاہئے کہ اسلام رزق اور نتائج عمل میں مساوات اور برابری کا نہیں بلکہ ذرائع معاش حصول رزق میں مساوات کا قائل ہے' اب جو افراد انسانوں میں رزق اور نتائج میں بھی مساوات کا آوازہ لگاتے ہیں وہ ایک مصنوعی اور غیر فطری مساوات کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ ذرائع اور نتائج کو برابر کیا جانا خلاف فطرت و حکمت ہے۔

اس لحاظ سے اسلام کے اقتصادی نظام کا سب سے بنیادی اصول اور امتیاز یہ ہے کہ وہ وسائل رزق اور ذرائع معاش میں مساوات کا تو قائل ہے جن میں ہر ایک کا حصہ برابر ہے اور مذہبی' نسلی' خاندانی اور مالی امتیازات وہاں بے مایہ ہیں' لیکن نتائج و ثمرات میں مساوات ناممکن ہے' ان میں تفاوت اور فرق فطری ہے' گویا یہ نظام مساوات اور عدم مساوات دونوں متضاد اشیاء کی جامعیت و امتزاج کا حسین و عجیب شاہکار ہے۔

دوسرا اہم اقتصادی اصول معاشی حریت و آزادی اور احتکار کی حرمت ہے' احتکار کا مطلب ذخیرہ اندوزی اور بازار سے سامان کو بوقت گرانی فروخت کرنے کے لئے روکنا ہے۔ اسلام نے اسے ظلم اور جرم قرار دیا ہے' اس کا مقصد اصلاً انسانوں کو نقصان پہنچانا اور انہیں اجتماعی قحط و احتیاج کی صورت میں مبتلا کرنا اور اپنی جیب بھرنا ہوتا ہے' ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"گناہ گار مجرم ہی احتکار کرتا ہے۔" (صحیح مسلم)

"خاطی" کا لفظ عربی زبان میں دانستہ جرم کے مرتکب کے لئے آتا ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

"جو شخص مسلمانوں پر ظلم کرنے کی نیت سے مہنگا اور گراں کرنے کے لئے احتکار کرلے تو وہ مجرم اور گناہگار ہے۔" (مسند احمد بن حنبل)

نیز فرمایا گیا:

"جو غلہ چالیس دن تک ذخیرہ کئے رہے تو وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بری ہے (یعنی اللہ کا ضمان و ذمہ اس سے اٹھ جاتا ہے)۔" (مسند احمد بن حنبل)

ایک حدیث میں ہے:

"جو شخص مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے احتکار کرتا ہے' اللہ اسے جذام (کوڑھ) اور فقر و افلاس میں مبتلا کردیتا ہے۔" (مسند احمد بن حنبل)

ایک اور حدیث میں ہے:

"غلہ بازار میں لانے والے کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور غلہ روکنے والا ملعون ہے۔" (ابن ماجہ)

احتکار کی یہ حرمت لوگوں سے ضرر کو دفع کرنے اور معاشی حریت و آزادی کے مقصد سے ہے۔

تیسرا اہم اقتصادی اصول یہ ہے کہ شخصی اور اجتماعی دونوں ملکیتوں کے حقوق اور حدود کی رعایت کی جانی چاہئے' اصل تو شخصی اور انفرادی ملکیت ہے' ہاں اگر کسی خاص شے کو ذاتی انتظام کے بجائے اجتماعی انتظام کے تحت لانے کی واقعی ضرورت ہو تو اس کی شریعت نے اجازت مرحمت کی ہے۔ قرآن میں ایسی معیشت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو اپنے تمام گوشوں اور اجزاء میں افراد کے مالکانہ حقوق پر مبنی ہے' اسلام نے اقتصادی سرگرمیاں جاری رکھنے میں آزادی اور حریت تو دی ہے مگر یہ آزادی بالکل بے لگام نہیں ہے بلکہ اس کی دو شرطیں ہیں' ایک شرط یہ ہے کہ یہ سرگرمیاں شرعی اصول کے مطابق جائز اور مباح حدود میں ہوں' اسی لئے شراب سازی' سود' احتکار' اسراف' بے ضرورت صرف مال اور حد سے زیادہ مال اندوزی سب کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ یہ سرگرمیاں مصالح کے مخالف نہ ہوں' اسی لئے اسلام نے بعض بظاہر جائز نظر آنے والی اقتصادی شکلیں بھی حرام کردی ہیں' وہ اس لئے کہ وہ مصلحت عامہ کے خلاف اور ولی کے حق میں ضرر رساں ہوتی ہیں' بہرحال اقتصادی آزادی مقید و پابند ہے' بے لگام نہیں ہے۔ اسلام نے عمل کو ملکیت رزق کا اصلی ذریعہ قرار دیا ہے۔

اسلام مسلسل عمل اور جدوجہد کا دین ہے' خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کام کیا ہے۔ آپؐ نے بکریاں چرائیں' لکڑیاں اٹھائیں' تجارت کی' اسفار کئے' عمل ایک شرف ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی محنت سے حاصل کئے ہوئے کھانے سے بہتر کھانا نہیں کھایا' اللہ کے نبی حضرت داؤد (علیہ السلام) اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔" (بخاری)

ہر تندرست مستطیع شخص کو عمل کا پابند بنایا گیا ہے' عمل واجب ہے اور عبادت بھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں اور وہ مجھے اچھا لگتا ہے' پھر میں اس کا پیشہ اور کام معلوم کرتا ہوں تو اگر وہ بے کار ہوتا ہے تو وہ میری نگاہ سے گر جاتا ہے۔"

عمل میں آزادی دی گئی ہے' تمام مشروع طریقے اپنائے جاسکتے ہیں' بشرطیکہ ان میں مقصد دوسروں کی ضرر رسانی نہ ہو' عمل کے اوقات بھی عام نہیں محدود ہیں' کیونکہ انسان پر بہت سے حقوق عائد ہوتے ہیں اور اسے ہر ایک کا پاس و لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تمہارے جسم' آنکھ' بیوی' مہمان سب کا تم پر حق ہے اور ہر حق کی ادائیگی کرنی ہے۔ اس لئے کام محدود اوقات میں ہونا چاہئے' اسلام میں معاشی ذمہ داریوں کی انجام دہی بلاضرورت عورت کے ذمہ نہیں ہے' چنانچہ مرد کو "قوام" (یعنی ذمہ داری) اور نفقہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ نیز حضرت آدم و حواء علیہما السلام کے جنت سے زمین پر آنے کے بعد اللہ نے صرف حضرت آدم علیہ السلام ہی کو عمل معاش کا مکلف قرار دیا تھا' جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے:

"تو ہم نے آدم سے کہا کہ دیکھو یہ ابلیس تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ' یہاں تو تمہیں یہ آسائشیں حاصل ہیں کہ نہ بھوکے ننگے رہتے ہو نہ پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے' یعنی جنت میں غذا' پانی' لباس اور مسکن کا انتظام ہے' جنت سے باہر تم معاش ہی کی الجھن میں پڑ جاؤ گے۔" (طہٰ:۱۱۸٬۱۱۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مالداروں اور صاحب ثروت افراد کو مساکین اور فقراء پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے' ایسا اس لئے ہے تا کہ معاشرہ بدامنی سے محفوظ رہے اور مالداروں اور فقیروں کے درمیان تعلقات اور ناتے استوار رہیں۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

"اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن پر اس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے' جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے ان ۔ ۔ ۔ بڑا اجر ہے۔"

(الحدید:۸)

نیز فرمایا گیا:

"اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔" (البقرہ:۱۹۵)

انفاق کی سب سے بڑی اور مقدم شکل زکوٰۃ ہے' زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں تیسرے نمبر پر ہے' قرآن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ۲۷ بار آیا ہے اور اس جانب توجہ دلائی گئی ہے کہ نماز و زکوٰۃ اسلام کے بنیادی لوازم میں سے ہیں اور انہی پر نجات و فلاح کا انحصار اور دارومدار ہے' زکوٰۃ تمام سابق شرائع میں بھی اساسی رکن کی حیثیت سے جاری رہی ہے' قرآن میں حضرت ابراہیم' لوط' اسحاق' یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"اور ہم نے ان کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے' اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعہ نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔"

(الانبیاء:۷۳)

قرآن کریم ہی میں اہل کتاب کے ذکر میں وارد ہوا ہے:

"ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ وہ اللہ ہی کی بندگی کریں اسی کی خالص اطاعت کے ساتھ بالکل یکسو ہو کر اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت صحیح اور درست ہے۔" (البینہ:۵)

نیز فرمایا گیا:

"یاد کرو' اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا' ماں باپ' رشتہ داروں' یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا' لوگوں سے بھلی بات کہنا' نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔" (البقرہ:۸۳)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تذکرہ میں فرمایا گیا ہے:

"اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے' نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔" (مریم:۵۴/۵۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں یوں آیا ہے:

"حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں' اللہ نے مجھ کو کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں کہیں بھی میں رہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا' جب تک میں زندہ ہوں۔" (مریم:۳۰/۳۱)

سابق امتوں کی طرح امت محمدیہ میں بھی زکوٰۃ اساسی درجہ رکھتی ہے' قرآن کی بیسوں آیات اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پچاسوں احادیث سے اس کی فرضیت معلوم ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے علاوہ مال میں دیگر واجب' مسنون' مستحب اور افضل حقوق بھی ہیں۔ قرآن میں ان کی کچھ تفصیلات بھی ہیں' بیوی بچوں' والدین' قریب ترین اعزہ و اقارب' یتامیٰ' پڑوسی وغیرہ سب کے حقوق ہیں' اسی لئے بخل اور حرص اور ذخیرہ اندوزی سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن میں یہ ذکر بھی ہے کہ اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرکے ہی انسان خیر کامل حاصل کرسکتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا فرمان ہے کہ جو چیز انسان اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے

خرچ کرے' چاہے وہ کھجور کا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو' اس سے بھی انسان ثواب اور خیر کامل حاصل کرسکتا ہے۔ (معارف القرآن جلد دوم)

انفاق کے مقبول اور باعث اجر ہونے کی پہلی شرط صدق نیت اور اخلاص قلب ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ انفاق کے بعد احسان نہ جتایا جائے۔ قرآن میں وارد ہوا ہے کہ اپنے صدقات احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر بے کار اور برباد نہ کرو' ریاکاری بھی بہت مہلک چیز ہے' ریاکار کو قیامت کے دن برسرعام رسوا کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ریاکاری سے صدقہ کرنے والے کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔ علماً کا اس پر اتفاق ہے کہ ریا' شرک اصغر ہے۔

اسراف اور فضول خرچی بھی منع ہے۔

اسلام مذہب اعتدال ہے۔ اس میں ایک طرف بخل اور تنگی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف فضول خرچی سے روکا گیا ہے۔ مسلمان کو اعتدال پسند بننے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن میں اسراف وتبذیر دونوں کو شیطانی عمل بتایا گیا ہے اور اللہ کی ناراضگی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ سورۂ فرقان میں رحمن کے نیک بندوں کا یہ وصف بھی وارد ہوا ہے کہ "وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بخل وتنگی کرتے ہیں اور نہ اسراف وفضول خرچی' بلکہ وہ میانہ رو معتدل ہوتے ہیں۔"

اسراف تین اشیاء کے مجموعہ کا نام ہے:

۱:...... مال حرام کاموں میں خرچ کرنا' چاہے تھوڑا ہی مال کیوں نہ ہو۔

۲:...... جائز کاموں میں مال خرچ کرتے ہوئے حد اعتدال سے تجاوز کرجانا۔

۳:...... مال اللہ کی راہ میں ریاکاری سے خرچ کرنا۔

مال کی بہت زیادہ حرص ومحبت سے بھی منع کیا گیا ہے۔ سورۂ تکاثر میں فرمایا گیا ہے کہ دنیوی ساز وسامان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی دھن نے تم کو غافل کردیا ہے۔ "تکاثر" کا لفظ کثرت کے حصول کی انتھک کوشش' کثرت کے حصول میں مقابلہ آرائی اور کثرت کے حصول پر فخر وکبر سب کو شامل ہے۔

مال پر تو ضروریات انسانی کا مدار ہے' اس لئے اس کا کسب واکتساب جائز ہے بلکہ بقدر ضرورت لازم وواجب ہے۔ اس لئے مطلق مال جمع کرنا اور دائرۂ اعتدال میں رہتے ہوئے اس سے محبت ممنوع نہیں ہے' البتہ حدود سے تجاوز کرجانا اور جمع مال میں مبتلا ہوکر اساسیات دین سے لاپرواہ ہوجانا حرام ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مال کا کمانا تو درست ہے بلکہ بقدر ضرورت ضروری ہے' مگر مال کی محبت بالکل منع ہے' جس طرح انسان پیشاب پاخانہ وغیرہ ضروری طور پر کرتا ہے' مگر اسے اس سے محبت نہیں ہوتی' ایسے ہی مال کی محبت بھی نہیں ہونی چاہئے۔ احادیث میں اللہ نے اپنے فقیر بندہ سے محبت کا اعلان کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت مال کے امت محمدیہ پر حملہ آور ہونے اور مہلک ثابت ہونے کی پیش گوئی بھی فرمائی ہے۔

اسلام کے معاشی نظام ہی کا یہ امتیاز ہے کہ اس میں سود اور ناپ تول میں کمی کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے' جوا اور بے ضرورت مانگنے پھرنے سے بھی سختی سے روک دیا گیا ہے' کسب مال میں حلال وحرام کی تمیز کو ہردم ملحوظ رکھنے کا پابند بنایا گیا ہے' پبلک اموال میں خیانت' چوری' غارتگری' رہزنی' یتیموں کا مال ہڑپ کرجانا' بدکاری کے اڈے قائم کرنا' رشوت' غصب' قحبہ گری وغیرہ' تمام حرام آمدنی کی صورتوں پر سختی سے بندش لگادی گئی ہے۔

اسلام میں مال کمانے کے طریقے بڑی حد تک متعین ہیں۔ عمل' میراث' وصیت' قرض' ہدیہ' عاریت' شکار' بنجر زمینوں پر کاشت' حکومت کا رعایا کو مال دینا' یہ سب طریقے ہیں۔

اقتصادی نظام میں اسلامی شریعت کا اصل مدار مصلحت ہے جو زمانہ' حالات اور مقامات کے لحاظ سے بدلتی اور مختلف ہوتی رہتی ہے۔ اسلام کی اقتصادی پالیسی انفرادی اور اجتماعی مصلحتوں کے درمیان توافق وتوازن رکھنے کی بنیاد پر قائم ہے' اس نظام کے دو ستون ہیں: (۱) مال' (۲) عمل وتقویٰ۔ انہی دونوں کی روشنی میں مسلمانوں کو اپنی معاشی سرگرمیاں آگے بڑھانی چاہئیں۔

معاشی استحکام کے دینی اصول میں ایمان' تقویٰ' توبہ واستغفار' صبر' شکر نعمت وغیرہ سب شامل ہیں' کفر وشرک اور ظلم ومعصیت نعمتوں سے محرومی کا سبب ہیں۔

لیکن یہ نکتہ ہر مسلمان کے دل میں جاگزیں رہنا چاہئے کہ مسلمان کا اصل مقام جنت اور دار آخرت ہے' اس کو ساری لذتیں وہیں ملیں گی اور یہ دنیا دار العمل ہے اور وہ دار الجزا ہے' ہر مرحلہ پر یہ فرق ملحوظ رہنا چاہئے۔ حدیث میں

فرمایا گیا:

"اگر یہ دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو دنیا میں پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔" (ترمذی)

لیکن حدیث شریف کی تصریح ہی کے مطابق یہ دنیا کافروں کے لئے جنت وراحت اور مسلمانوں کے لئے قید خانہ ہے' کافروں کو یہ استدراج اور ڈھیل دی جارہی ہے کہ وہ دنیا کی چندروزہ اور فانی لذتوں سے اپنا حصہ خوب خوب کشید کرلیں۔ انجام کار انہیں عذاب جہنم میں مبتلا ہونا ہی ہے:

"اور جو کفر کرے گا' دنیا کی چندروزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا مگر آخر کار اسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔" (البقرہ:۱۲۶)

دنیا میں کسی کافر کو فراوانی کے ساتھ رزق ملنا اس سے اللہ کے راضی ہونے کی دلیل قطعاً نہیں ہے۔

ایک مسلمان کا کام صرف یہ ہے کہ نعمتوں اور راحتوں پر شکر ادا کرے اور مصیبتوں اور تنگیوں پر صبر وتحمل سے کام لے' سرکش بنانے والی دولت اور کفر تک پہنچانے والے فقر دونوں سے پناہ مانگے' اپنے ہر عمل میں اعتدال کا جوہر پیدا کرے اور اللہ کی سکھائی ہوئی یہ جامع دعا کرتا رہے:

"خدایا! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا فرما اور آخرت میں بھی اور عذاب دوزخ سے بچا۔" (البقرہ:۲۰۱)

☆☆..........☆☆

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی غیر آئینی اور غیر قانونی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

علماء اور مسلم معاشرہ

پروفیسر سید احتشام احمد ندوی

علم کے ذریعہ انسان محبت و الفت کے جذبات پھیلاتا ہے۔ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ علم کے لئے علماً سے ملنے کی ضرورت ہے' جو علم علماً کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے وہ معتبر ہوتا ہے۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "الشعر والشعراء" کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ تلفظ کے بہت سے مسائل کتاب پڑھنے سے حل نہیں ہوسکتے' اس کے لئے اساتذہ کا ہونا ضروری ہے۔

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ علم کے لئے سفر کی ضرورت ہے تاکہ بڑے بڑے علماً سے ملاقات کرکے ان کی صحبت میں رہ کر اپنی شخصیت کو علم و فضل سے آراستہ کیا جائے۔ ایک عالم کی صحبت زبردست منافع کی حامل ہے۔ شیخ سعدیؒ نے صحبت کی تاثیر کا ذکر بڑے عمدہ انداز میں کیا ہے کہ مٹی بھی خوشبودار ہو جاتی ہے اگر اس کو عمدہ صحبت میسر آجائے' جس کا اظہار انہوں نے اس شعر میں کیا ہے:

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

ترجمہ: "دوست کا حسن میرے اندر اثر کر گیا ورنہ میں وہی مٹی ہوں۔"

واقعی علم کے لئے علماً کی صحبت اور ان کا فیض طلباً کے لئے آب حیات ثابت ہوتا ہے۔ اسلام نے علماً کی عظمت پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے اور علم کی عظمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے۔ عابد پر عالم کو وہ فضل حاصل ہے جو فضیلت چودھویں کے چاند کو اندھیری رات پر۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ مسلم معاشرہ کا وجود علماً کے بغیر ممکن نہیں' ہر مسلم معاشرہ میں مدارس اور علماً اس کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں' جس طرح مشک سے خوشبو پھوٹتی ہے اور عطار کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ یہ مشک ہے' اسی طرح یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ یہ عالم ہے' علم کی شہرت خود پھیل جاتی ہے جس طرح پھول کی خوشبو پھیلتی ہے' مسلم معاشرہ کا تانا بانا علماً سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ او کما قال علیہ السلام۔"

ترجمہ: "اس امت کے علماً بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔"

اس سے علماً کی اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"العلماء ورثة الانبیاء و ان الانبیاء لم یورثوا دینارا و لا درھما ولکن ورثوا العلم۔"

ترجمہ: "علماً انبیاً کے وارث ہیں اور انبیاً اپنی کوئی وراثت دینار اور درہم کی شکل میں نہیں چھوڑتے بلکہ وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں۔"

مسلم معاشرہ میں علماً کی بدولت پورا نظام متاثر ہوتا ہے اور علماً کے ذریعہ اخلاقی' روحانی' مذہبی اور علمی پیاس بجھتی ہے۔ قرآن مجید اس سلسلے میں ایک منارۂ نور ہے' جس کے گرد مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کے حفظ کرنے کا نظام قائم ہے۔ مدرسے اور علماً کی تربیت کا ایک نظام قائم ہے اور اسی سے اسلامی معاشرہ کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات اور اسلامی شعائر کا قیام عمل میں آتا ہے' اس لئے علماً کی جڑیں اصلاً مسلم عوام الناس کے اندر بہت گہری ہیں اور وہ رشد و ہدایت کا نمونہ ہیں۔ ان کے ذریعہ سے عوام

الناس میں روحانی قدروں کی نشوونما ہوتی ہے اور ایک دور دراز کا رہنے والا بھی عالم دین کے پاس آ کر اپنے ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ مسائل میں فتاویٰ پوچھ کر وہ اطمینان قلب حاصل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو معلوم کر لیا ہے۔

ایک عوامی طاقت ایک مسلم معاشرہ میں علماً کو حاصل ہے اور اس سے انہوں نے بڑے بڑے کام لئے ہیں۔ ڈاکٹر احمد امین نے لکھا ہے کہ جامعہ ازہر کی اصلاح اس لئے ممکن نہیں کہ علماً ازہر کا اثر عوام الناس پر ہے اور علماً عوامی جذبات کو بھڑکا دیتے ہیں' اس لئے ازہر کی اصلاح ممکن نہیں حتیٰ کہ شیخ محمد عبدہ تک اس مہم میں کما حقہ کامیاب نہیں ہو سکے' لیکن انہوں نے دوسرے انداز سے اصلاح کی ہے۔ علماً کے اثرات نہ صرف مسلم عوام پر بلکہ مسلم سیاست پر بھی پڑتے ہیں' علماً مسلم عوام کی ترجمانی کرتے ہیں۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ علماً سیاست سے نابلد ہیں' وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ تاریخ کے صفحات ان کی جدوجہد سے روشن ہیں۔ مثلاً امام ابن تیمیہؒ نے زبردست تحریک چلا کر میدان جنگ میں نکل کر فوجوں کے شانہ بشانہ جہاد کیا اور تاتاریوں کے چھکے چھڑا دیے اور ان کو شکست فاش دی' ایک عالم کے ہاتھوں اس شکست کا تاتاریوں نے خواب بھی نہ دیکھا ہوگا۔

دور جدید میں جہاں بھی آزادی کی تحریک شروع ہوئی وہ علماً نے شروع کی' ہمارے دیس میں سید احمد شہید' مولانا شاہ اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحئی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے علماً نے ہجرت کی اور جہاد کیا اور چار برس تک سرحد کے علاقہ میں خلافت راشدہ کے انداز پر حکومت قائم کی۔ اس ملک کی آزادی میں مسلمانوں کا حصہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے' خاص طور سے علماً نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' دامے درمے سخنے ہر طرح انہوں نے جہاد کیا اور بے لوث ہو کر آزمائشوں کو برداشت کیا' گیارہ گیارہ سال' پندرہ پندرہ سال جیلوں میں گزارے' جب آزادی ملی تو علماً عوام کی خدمت میں لگے رہے۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی' مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہم اللہ تعالیٰ اور دوسرے بڑے علماً کرام نے جو قربانیاں دی ہیں' وہ ہماری تاریخ کے روشن اوراق ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

شہادت ہے مقصود ومطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اس لئے کہ:

بیگانہ کرتی ہیں دو عالم سے دل کو
عجب شے ہے لذت آشنائی

اور جب علم اور جہاد' علم اور عمل مل جائیں تو پھر ایک مومن کی زندگی قابل رشک ہو جاتی ہے' جس کا ذکر علامہ اقبالؒ نے اس طرح کیا ہے:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں' کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسایہ جبریل امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

مسلم معاشرہ میں علماً شریعت کا مرجع ہیں اور بغیر علماً کے مسلم معاشرہ میں اسلامی قدروں کو نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ جو دینی و شرعی مسائل پیش آتے ہیں ان کے حل کے لئے ایک عامی شخص مفتی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ فتویٰ اور استفتاء کا ایک سلسلہ قائم ہے۔

اسلام نے "الحکمۃ ضالۃ المومن" کہا ہے' یعنی حکمت مومن کا گمشدہ مال ہے۔ جہاں بھی اس کو پاتا ہے اٹھا لیتا ہے' مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں سارے عالم سے علم و حکمت کے موتی جمع کئے۔ یونانیوں سے ان کی علمی میراث حاصل کی اور ان کا عربی میں ترجمہ کرایا اور ان پر شرح لکھی اور ان کے علوم پر اضافہ کیا' امتداد زمانہ سے یونانی زبان میں اب بھی بہت سی کتابیں نہیں ملتیں' دنیا نے ان کتابوں کو عربوں کے ترجمہ سے جانا' اگر عرب نہ ہوتے تو یہ کتابیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتیں۔ یہی نہیں بلکہ عرب مسلمانوں نے یونانیوں کے علوم وفنون کو آسمان تک پہنچایا' فکر و نظر کے معیار کو بلند کر دیا اور انہوں نے سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا' اس لئے کہ اہل یونان مفکر تھے' وہ تجربات نہیں کرتے تھے' عربوں نے تجربات شروع کر دیے اور تجربہ بنیاد ہے تمام سائنسی ترقی

کی‘ اس طرح عربوں نے پوری دنیا کو ایک نیا طریقہ فکر عطا کیا‘ جس کو ”تجرباتی طریقہ“ کہتے ہیں‘ اس طرح عربوں نے سائنس کو آگے بڑھایا اور سائنس کی فروعات اور متنوع شاخوں کی بنیاد عربوں نے ڈالی‘ طب‘ کیمسٹری‘ فزکس‘ علم الحساب‘ جغرافیہ کی بنیاد عربوں نے رکھی اور اس کو ترقی دے کر اندلس کے ذریعہ یورپ تک ان علوم کو پہنچا دیا اور یورپ کی جہالت میں‘ اس کے دور ظلمت میں عربوں نے علم و فضل کی قندیل روشن کی‘ اس طرح یورپ کا موجودہ تمدن اسلامی تہذیب کا مرہون منت ہے:

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہی کی لگائی ہوئی ہے

مسلمانوں نے علم کی ہمت افزائی کی ہے‘ ایک فرانسیسی مستشرق لکھتا ہے کہ کسی مسلمان کے پاس جب دولت آتی ہے تو وہ کتب خانہ ضرور قائم کرتا ہے‘ مسلمان بادشاہوں نے علم کی ترقی کے لئے مدارس قائم کئے۔ علماً کی انہوں نے عزت کی اور ان کے لئے وظائف مقرر کئے‘ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ علم کو فروغ دے اور قال اللہ وقال الرسول کی مجلسوں کو قائم رکھے۔ عالم اسلام کے افق پر بڑے بڑے علماً ستاروں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں‘ ان کی روشنی سے مسلم معاشرہ روشن ہے‘ وہ دونوں کا نور ہیں‘ ان کی وجہ سے ہزاروں انسان کتاب و سنت کی روشنی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حضرت معاویہ ضریر کی دعوت ہارون رشید نے کی اور ان کے ہاتھ پر پانی ڈالا‘ پانی ڈالنے کے بعد ان سے پوچھا کہ آپ کا ہاتھ کس نے دھلایا؟ چونکہ وہ نابینا تھے‘ اس بنا پر ان سے یہ سوال کیا۔ حضرت معاویہ ضریر نے فرمایا کہ امیر المومنین نے علم کی عزت کی ہے۔ جس وقت علامہ بحر العلوم عبدالعلی فرنگی محلی مدراس تشریف لے گئے تو ان کی پالکی کو اٹھانے کے لئے نواب صاحب خود تشریف لے گئے اور پالکی اٹھانے کی عزت حاصل کی۔ تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے پُر ہیں جہاں بادشاہوں نے اور امراء نے علم کی عزت کی ہے۔ کسائی نحوی‘ خلیفہ ہارون رشید کے لڑکوں کو پڑھاتا تھا‘ خلیفہ کے بیٹے امین اور مامون اس کے شاگرد تھے‘ ایک دن خلیفہ نے پوچھا کہ اس ملک میں سب سے معزز کون ہے؟ کسائی نے کہا: ”امیر المومنین“۔ خلیفہ بولا: نہیں‘ مجھ سے زیادہ وہ شخص معزز ہے جس کے جوتے اٹھانے کے لئے دو شہزادے (امین اور مامون) آپس میں لڑتے ہیں (یعنی کسائی سب سے معزز ہے)۔

اس طرح اسلام نے پورے معاشرہ کو علم کے رنگ میں رنگ دیا ہے اور اجتہاد کے ذریعہ فکر و نظر کی جوت جگائی ہے۔ اس طرح مسلم معاشرہ کا وجود بغیر مدارس کے اور بغیر علماً کے ممکن نہیں ہے‘ تمام مذاہب عالم میں اسلام نے تقویٰ کا معیار علم کو قرار دیا ہے اور علماً کو انبیاً کا وارث بتایا ہے‘ اس نے پورے معاشرہ کو قرآن کے ذریعہ ایک وحدت میں پرو دیا ہے اور پورے عرب و عجم کو قرآن کے ذریعہ متحد کر دیا ہے‘ اس تعلیمی اتحاد کی راہ میں علماً کو سربراہ بنایا ہے‘ علماً کی زبان سارے عالم میں عربی رکھی ہے‘ اس لئے پورا معاشرہ قرآن و سنت سے جڑا ہوا ہے‘ اسی بنا پر جس ملک میں بھی اشتراکی انقلاب آیا تو ان سرخ ملحدوں نے سب سے پہلے علماً کو پھانسی دی‘ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اسلام کا احیاً و بقا علماً سے ہے۔ افغانستان میں سب سے پہلے علماً کو قتل کیا گیا‘ مدارس بند کر دیئے گئے‘ روس میں ہزاروں مدارس بند کر دیئے گئے اور علماً کو قتل کر دیا گیا‘ صرف چند علماً باقی رکھے گئے باہر کی دنیا کو دکھانے کے لئے‘ اشتراکی ممالک نے جس منظم انداز سے عربی زبان پر‘ علماً پر‘ مدارس پر اور مسلمانوں پر ظلم کیا ہے‘ اس کی تاریخ کے لئے ضخیم کتاب بھی ناکافی ہے‘ اس لئے کہ اشتراکیوں نے سمجھ لیا تھا کہ عربی زبان کے ذریعہ اور علماً کے ذریعہ اسلام پھل پھول رہا ہے‘ اگر ان دو عناصر کو مٹا دیا جائے تو اسلام ختم کرنا آسان ہوگا‘ لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ستر برس تک روس نے کوشش کرلی‘ مگر ترکستان سے اسلام کو مٹا نہ سکا‘ روس نے کم سے کم چھ ملین مسلمانوں کو قتل کیا‘ اصل ہالوکاسٹ یعنی قتل عام یہ ہے نہ کہ وہ جو ہٹلر کے گیس چیمبرز میں یہودیوں کا ہوا‘ مگر اسلام دشمن دنیا کب ان حقائق کو دیکھتی ہے؟

☆☆......☆☆

اعمال صالحہ کی حقیقت

مولانا محمد بلال میرٹھی

بڑی مشہور حقیقت ہے کہ انسانی ذہن و مزاج کی ساخت' غوروفکر کا انداز' اور اس کے خیالات ورجحانات ایک دوسرے سے جداگانہ و علیحدہ ہیں' جس کی بنا پر انسان کے اعمال وافعال اور اس کے لئے محنت وکوشش کی صورتیں بھی ایک دوسرے سے اس حد تک مختلف ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا ہے' اعمال کی کثرت وزیادتی اور اس کے تنوع واختلاف کے باوجود اصلی نقطۂ نظر سے تجزیہ کرکے اگر اس کے پھیلاؤ کو سمیٹا جائے تو اس کی تین قسمیں ہوں گی' چنانچہ مسند الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اچھے اور برے اعمال کا اختلاف اس حد تک ہے کہ ان کو ضبط نہیں کیا جاسکتا ہے' مگر اصولی اقسام کے اعتبار سے اعمال تین قسم سے باہر نہیں: پہلا خیر محض' دوسرا شر محض' تیسرا خیر وشر باہم ملے ہوئے۔" (تفسیر عزیزی)

ایک معیار کی ضرورت:

اس بنیادی تقسیم کے بعد ایک ایسے معیار کا ہونا ضروری ہو جاتا ہے کہ جس سے اعمال کے خیر وشر کا تعین کیا جاسکے' چنانچہ قرآن پاک میں بڑے لطیف پیرائے میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے:

"پھر جس نے دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کردیں گے۔" (سورۂ لیل:۵تا۷)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس کی تفسیر تحریر فرماتے ہیں:

"اس شخص نے ایسا کام کیا جو ہر اعتبار سے خیر محض ہے یعنی اس کا ظاہری عمل انفاق مال ہے' جو کہ سارے ادیان میں مشروع ہے' اس کا باطنی عمل ریا وغیرہ سے اجتناب ہے جو کہ نیت کی درستگی اور انفاق مال کے فائدہ کی بقا کے لئے کافی ہے اور اس کا اعتقاد بھی درست ہے کہ شریعت کی تصدیق اور آخرت میں کار خیر کے ثواب کی امید رکھتا ہے اور اسی امید پر اپنے مال کو خرچ کرتا ہے' لہٰذا وہ اچھے بدلے کا مستحق بھی ہوا۔" (تفسیر عزیزی)

یہ تین اوصاف دراصل ان بنیادی ارکان کی عکاسی کررہے ہیں جن سے اعمال میں صحت و درستگی' جاذبیت وکشش' روحانیت و نورانیت' انفرادی واجتماعی زندگی پر خوشگوار نتائج کا ترتب اور عنداللہ مقبولیت کی شان پیدا ہوجاتی ہے' اوّل اس کا ظاہر شریعت کے موافق ہو' یعنی اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم' دوم نیت کا اخلاص ہو' سوم اعتقاد کی صحت ہو۔

اعمال میں اتباع نبوی کی ضرورت:

پہلا رکن ظاہری اعتبار سے اعمال میں شریعت کی موافقت اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہے' یہ ضروری ہے کیونکہ دین رسم ورواج اور خواہشات کا نام نہیں ہے کہ اعمال کے سلسلہ میں بالکل آزادی ہو کہ جس طرح چاہے اس کو کیا جائے' بلکہ وہ ایک کامل ومکمل دستور حیات ہے' اس کے آداب وحدود اور اصول وقوانین ہیں جن کو کسی بھی طرح سے توڑا نہیں جاسکتا ہے بلکہ اسی دائرے میں رہتے ہوئے انسان نقل وحرکت کرنے کا پابند ہے' جس کا کامل نمونہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جن کے بعد کسی دوسرے نمونہ کی ضرورت ہی نہیں' اعمال اور زندگی آپؐ کے نقش قدم سے جس قدر ہم آہنگ

ہوگی اتنی ہی وہ کامیاب اور خوشگوار ہوگی اور جو قدم بھی کسی بھی شکل وصورت میں آپ کے اسوہ سے ہٹ کر اٹھایا جائے گا' اس کو بلا کسی پس وپیش کے غیر اسلامی اور کھلی ہوئی گمراہی سے تعبیر کیا جائے گا' چنانچہ قرآن پاک نے انبیائے کرام علیہم السلام کے اتباع اور ان کی سیرت کو اپنانے اور اختیار کرنے پر جگہ جگہ زور دیا ہے:

"تم لوگوں کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات میں عمدہ نمونہ تھا۔" (سورۂ احزاب:۲۱)

"اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو روک دیں (اور عموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رک جایا کرو۔" (سورۂ حشر:۷)

"اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حکم دیدیں کہ پھر ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار باقی ہے۔" (سورۂ احزاب:۳۶)

تو اتباع نبویؐ میں جتنی زیادتی ہوگی' اتنا ہی اعمال میں کمال پیدا ہو جائے گا۔

اعمال کی روح اخلاص ہے:

دوسرا رکن باطنی لحاظ سے نیت کا اخلاص ہے کیونکہ اعمال کے نتائج وثمرات کا دارومدار اسی پر ہے' جیسی نیت ہوگی' ویسا ہی اس کا پھل ہوگا' عمل خواہ چھوٹا ہو یا بڑا' چنانچہ ہر قسم کے مادی اغراض' فانی لذات' ذاتی منافع اور نفسانی خواہشات سے پاک ہو کر صرف حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کام کرنا ہی اخلاص ہے جو کہ سارے اعمال واخلاق کی جان ہے' فرمایا گیا:

"آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہاں کا۔" (سورۂ انعام:۱۶۳)

"آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو منجانب اللہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھوں۔" (سورۂ زمر:۱۱)

تو عقیدہ میں جس طرح توحید خالص مطلوب ہے' اسی طرح عمل میں بھی نہ صرف یہ کہ اخلاص کا مطالبہ ہے بلکہ غیروں کی شرکت یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے ریاکاری سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور ریاکاری سے روزے رکھے اس نے شرک کیا اور ریاکاری سے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔" (معجم کبیر ۷/۲۸۱ حدیث:۷۱۳۹)

اس لئے عمل میں جتنا اخلاص کم ہوتا جائے گا شرک بڑھتا جائے گا۔

بغیر عقیدے کے عمل کا وجود ہی نہیں:

تیسرا رکن اعتقاد کی صحت ہے' اعمال کے لئے عقیدہ وایمان کی صحت ودرستگی یہ اولین بنیاد ہے' کیونکہ دونوں میں تعلق وہی ہے جو درخت کا بیج سے ہوتا ہے کہ بغیر بیج کے درخت کا وجود ہی نہیں ہوتا' بالکل اسی طرح بغیر عقیدے کے اعمال کا معاملہ ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"آپ فرمادیجئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارے میں ہیں؟ وہ لوگ جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی؟ اور وہ اس گمان میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کررہے ہیں' سو ان کے سارے کام غارت ہوگئے' تو قیامت کے روز ہم ان کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔" (سورۂ کہف:۱۰۴)

"اور جو لوگ کافر ہیں' ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کا پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اس کو کچھ بھی نہیں پاتا اور قضائے الٰہی کو پایا' سو اللہ نے اس کا حساب اس کو برابر سرابر چکا دیا۔" (سورۂ نور:۳۹)

"جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں' ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے' جس نے ایک گھر بنایا' اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے' اگر وہ جانتے تو ایسا نہ کرتے۔" (سورۂ عنکبوت:۴۱)

تو جس کا عقیدہ صحیح ودرست اور ایمان صحیح ہو' اس کا تھوڑا عمل بہت ہے' ورنہ بڑے سے بڑا عمل بھی بے وزن ہے' اسی بنا پر ایک موقع پر دربار

رسالت ؐ میں ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد کروں یا اسلام لے آؤں؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اسلام ہی لانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''اسلام لے آؤ پھر جہاد کرو۔'' چنانچہ وہ پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے' پھر جہاد کیا اور شہید ہوگئے تو آپ ؐ نے فرمایا: ''عمل تھوڑا کیا اور ثواب زیادہ ملا۔''

ارکان ثلاثہ کا باہمی ربط:

یہ تینوں ارکان باہم اتنے مربوط و منظم ہیں کہ سب مل کر ایک حقیقت کو وجود میں لاتے ہیں' ان میں سے ہر ایک کو دوسرے سے جدا کرنے کے بعد اس حقیقت کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا ہے' چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اعمال میں خیر محض یہ ہے کہ اس کا ظاہر و باطن نیک ہو اور وہ ایسا عمل ہے جس میں تین رکن پائے جائیں' اس کی صورت شریعت کے موافق ہو اور نیت خالص اور اعتقاد صحیح پر مبنی ہو اور یقین درست ہو' اور شر محض یہ ہے کہ اس میں تینوں رکن فوت ہوجائیں' اس کی صورت شریعت کے موافق نہ ہو اور نیت فاسد ہو اور غلط اعتقاد پر مبنی ہو' اور وہ چیز جو خیر و شر سے مخلوط ہوتی ہے' اس کی چند قسمیں ہیں: اول یہ کہ صورت اس کی موافق شرع ہو مگر نیت فساد ہو' جیسے نماز کسی کو دکھلانے کے لئے' دوسرے یہ کہ صورت اس کی شریعت کے خلاف ہو مگر نیت ٹھیک ہو' جیسے رونا پیٹنا کربلا کے شہیدوں پر یا باجوں کا سننا تاکہ ذوق و شوق حق تعالیٰ کا زیادہ ہو' تیسرے یہ کہ صورت و نیت دونوں درست ہوں لیکن اعتقاد کی درستگی نہ ہو' جیسے کافروں کا اللہ کے واسطے خیرات کرنا اور ان تینوں میں ہر ایک کی بہت سی قسمیں ہوسکتی ہیں۔'' (تفسیر عزیزی)

خود ساختہ معیار کی حقیقت:

خیر و صلاح' نیکی و بھلائی کے ارکان ثلاثہ سے خود بخود ایک قرآنی معیار کا یقین ہوجاتا ہے

باقی صفحہ 24 پر

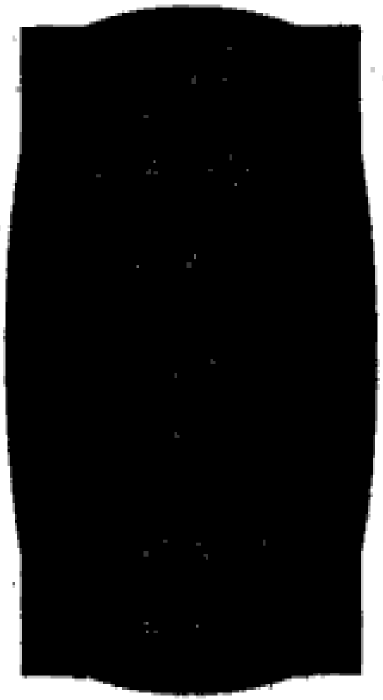

مساجد کیلئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ:

این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری' ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

اسلام کے سائے میں

انگریز شاعر ولیم پیکارڈ:

وہ اٹھارویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوا' اس نے ایک مذہبی عیسائی گھرانے میں آنکھیں کھولیں' خاندان کی روایات کے مطابق مذہب پسندی اور حسن اخلاق کی تربیت پائی' عبادت میں اخلاص اور ذات خداوندی میں پیہم غور و فکر نے اسے بلند اخلاق کا حامل بنا دیا اور ان گھٹیا کاموں میں پڑنے سے بچا لیا' جن میں عموماً اس کے ہم عصر مبتلا تھے۔

یہ ہے برطانوی شاعر و افسانہ نگار ولیم ولیم پورشل بشیر پیکارڈ' جس کی متعدد تالیفات و تخلیقات ہیں' لیکن سب سے بڑا کارنامہ اپنی روح کو بچانا اور اللہ کی رسی کو تھام لینا ہے۔

مشرق کی کشش:

ولیم بچپن ہی سے مطالعے کا رسیا تھا' وہ کتاب ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا' جب اس نے کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اس کا زیادہ تر وقت لیکچر ہال کے بعد لائبریری میں گزرتا' اس نے مشرق کے بارے میں پڑھا اور اس کا دیوانہ ہو گیا' اس نے "الف لیلہ" کا بھی مطالعہ کیا' اس میں خیال کی فراوانی اسے بہت پسند آئی' عالم خیال میں ہوا کے دوش پر اس نے مشرق کا سفر بھی کیا' اس کی یہ آرزو جزوی طور پر اس وقت پوری ہوئی جب اس نے وسط افریقہ کا سفر کیا اور یوگنڈا میں بحیثیت منتظم کام کیا۔

کثرت مطالعہ کے باوجود اسے عیسائیت کی حقیقت میں شک ہونے لگا' بالخصوص اس وقت جب اس نے اپنی قوم کے سپوتوں کو افریقیوں کو غلام بناتے ان کے ملک کی دولت لوٹتے ہوئے دیکھا' جب کہ وہاں کے اصل باشندے فقر و فاقہ اور ناخواندگی کا شکار تھے۔

مولانا مفتی محمد ساجد قاسمی

جذبہ انسانیت:

اس انسانی جذبے نے اسے اپنے مذہب کی حقیقت اور اس کے ماننے والوں کے دوسروں پر مظالم کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا' اس نے پہلی بار اسلام کے بارے میں سنا' لیکن پہلی عالمی جنگ عظیم کی وجہ سے وہ اسلام کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ نہ سکا' کیونکہ پورا عالم جل رہا تھا' جنگ نے سب کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا' وہ دوران جنگ اپنے ملک واپس آ گیا' وطن واپس آ کر وہ بیمار پڑ گیا' جس کی بنا پر وہ ایک عرصے تک ضعف و ناتوانی میں مبتلا رہا' اس کے بعد اس کی حالت بہتر ہوئی تو اس نے فوج کی امداد کے لئے جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کیا' لیکن صحت کی خرابی کے باعث اس کی درخواست منظور نہ ہو سکی۔

ولیم مایوس نہیں ہوا' اس نے ایک کارنیم میں شامل ہونے کی کوشش کی' چنانچہ وہ اس میں کامیاب ہو گیا' وہ فرانس کے مغربی محاذ پر گیا' جہاں اس نے ۱۹۱۷ء میں معرکہ "سوم" میں حصہ لیا' جنگ میں اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور اسے قید کر لیا گیا۔

ترجمہ قرآن کریم کا مطالعہ:

ولیم پیکارڈ نے اولاً بلجیم کا سفر کیا' اس کے بعد وہ جرمنی گیا' جہاں وہ علاج کے لئے ایک ہسپتال میں رہا' وہ ایک عرصے تک صاحب فراش رہا' اس دوران اسے اس مسئلے میں مزید غور و فکر کا موقع ملا' جس نے اس کے ذہن کو بار ہا بے چین کیا تھا' کیونکہ وہ اپنے بارے میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ عیسائیت سے دور ہے اور اسلام سے قریب' اس لئے اس نے اپنے اہل خانہ کو اپنے لئے ترجمہ قرآن کا ایک نسخہ بھیجنے کے لئے لکھا' چنانچہ انہوں نے ایک نسخہ اسے بھیجا' لیکن وہ ولیم تک نہ پہنچ سکا۔ نیز اس نے بغرض علاج سوئیسرا کا سفر کیا' جہاں اس نے فرانسیسی زبان میں قرآن کا ترجمہ خریدا اور اس کے مطالعے میں لگ گیا' نیز اس نے اس کے بلند پیغام کے بارے میں غور و فکر کرنا شروع کیا۔

عقیدۂ تثلیث کا تضاد:

ولیم اس وقت لرزہ براندام ہو گیا' جب اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ترجمہ پڑھا:

"بلاشبہ ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے' نہیں ہے کوئی معبود سوائے ایک معبود کے' اگر وہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہیں آئیں گے تو انہیں دردناک عذاب ہوگا۔"

وہ ارشاد خداوندی (ما من الہ الا الہ واحد) پر رکا' اس نے آیت میں وہ چیز پائی جو عقل اور فطرت سلیم سے ہم آہنگ ہے' لہٰذا یہ قول کہ اللہ تین عناصر کے مجموعے کا نام ہے' عقل سے متصادم ہے' کیونکہ اللہ کی تین ذاتیں ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر ذات مستقل بالذات ہو' اس کا وجود ہو اور اس کے امتیازات ہوں' تو پھر تین کا ایک وجود اور ایک فرد میں گم ہونا کیسے ممکن ہے؟ اور کیا یہ ذاتیں اقدمیت اور صفات میں مساوی ہیں؟ اگر عیسائیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ان تینوں عناصر سے ایک ذات تشکیل پاتی ہے اور ناموں کا اختلاف (باپ' بیٹا' روح قدس) عرضی ہے جوہری نہیں' اس وجہ سے کہ ذات اللہ ہے اور بیٹا مسیح روح القدس ہے' تو عقل کہتی ہے کہ اس طرح تقسیم مرکب کیمیاوی اجسام کے لئے تو مناسب ہے' ذات خداوندی سے اس کا کوئی جوڑ نہیں۔

لندن یونیورسٹی میں عربی زبان کی تعلیم:

سوئٹزرلینڈ میں قیام کے دوران یہی خیالات ولیم کے ذہن میں گردش کرتے رہے' اس کے بعد اس نے محسوس کیا کہ وہ قلب و روح کے اعتبار سے مسلمان ہو چکا ہے' لیکن اس نے ابھی اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا' جنگ ختم ہونے کے بعد وہ دسمبر ۱۹۱۸ء میں لندن واپس آ گیا' اس کے بعد اس نے ادب میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے لندن یونیورسٹی میں داخلہ لیا' اس نے عربی زبان کو اپنے تحقیقی مقالے کا موضوع منتخب کیا' تاکہ براہ راست قرآن کو خود اس کی زبان میں سمجھ سکے۔

اللہ کی مشیت کہ وہاں عربی زبان کے استاذ ایک عراقی عرب تھے' ولیم کنگ کالج میں ان کے لیکچروں میں وہ پابندی سے شریک ہوتا' ایک دن استاذ نے قرآن پر بحث کے دوران اپنے طلبہ سے کہا: خواہ آپ لوگ ایمان لائیں یا نہ لائیں لیکن اس میں شک نہیں کہ آپ لوگ قرآن کو ایک کتاب پائیں گے۔ ولیم نے فوراً جواب دیا: بلکہ میں واقعی اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ استاذ کے لئے یہ انتہائی خوشی کا موقع تھا' انہوں نے اپنے اس شاگرد سے مختصر گفتگو کے بعد لندن کی مسجد میں جانے کے لئے کہا' چنانچہ دونوں ایک ساتھ مسجد پہنچے' بعد میں یہی ولیم سب سے زیادہ مسجد میں آمد و رفت رکھنے والا بن گیا۔

اعلان اسلام کی طرف پہلا قدم:

ولیم پیکارڈ کی مسجد میں آمد و رفت سے اس کی اسلام کے بارے میں معلومات میں اضافہ ہوا' اسے اس وقت مذہب اسلام سے والہانہ محبت ہو گئی جب اس نے دیکھا کہ یہ مذہب دوسرے مذاہب کے ساتھ رواداری کا معاملہ کرتا ہے' اس کی تعلیمات میں انسانی ہمدردی شامل ہے' وہ رنگ' نسل اور قوم و وطن کی بنیاد پر تفریق نہیں کرتا۔

ولیم کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہ رہا کہ اسلام دور حاضر کے تمام سماجی نظاموں سے اس وقت سبقت لے گیا جب اس نے میانہ روی و اعتدال کو اپنے احکامات کی اساس قرار دیا' جب اس نے تمام نظاموں کو اسلامی بنیاد اور فرد کے حقوق کو نظر انداز کئے بغیر جماعت کے مفاد کا خیال رکھا' اس طرح اس نے صدیوں پہلے ایسا توازن قائم کیا جو آج کے سماجی نظام قائم نہ کر سکے۔

حیات نو:

یہ پس منظر اس بات کے لئے کافی تھا کہ ولیم اپنے آپ کو محسوس کرے کہ وہ مسلمان پیدا ہوا ہے' اگرچہ یہ تبدیلی اس کے تئیں عیسائیوں کے سرکاری کاغذات ہی میں ہوئی' تاہم ولیم نے اپنے اسلام کے اعلان کے لئے ۱۹۲۲ء کے آغاز کی پہلی رات کو منتخب کیا' تاکہ نئے سال کے آغاز کے ساتھ اس کی نئی زندگی کا آغاز بھی ہو سکے۔

ولیم کے اسلام لانے سے برطانوی نئی نسل کو بحیثیت عقیدہ' شریعت اور دعوت' اسلام کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی' اس کے ادبی مقام و مرتبے کی وجہ سے برطانوی نئی نسل پر اس کا غیر معمولی اثر تھا' چنانچہ ان کی بہت سی تالیفات ہیں' جن میں "لیلیٰ و مجنوں' قاسم کی جانبازیاں' عالم نو" ہے۔

برطانیہ کے ابتدائی مسلمان:

ولیم پیکارڈ اور اس کے مسلم رفقاء جنہوں نے اٹھارویں صدی کے آغاز میں اسلام قبول کیا' مثلاً: لارڈ ہڈلی (جنہوں نے اپنا نام عبدالرحمٰن الفاروق رکھا) سر ارسچیبالڈ ہملٹن' مسٹر جون فشر (عثمان مہدی) وغیرہ' جنہوں نے پورے اطمینان و یقین سے اسلام قبول کیا' جب انہوں نے اس حقیقت کو جان لیا کہ

اسلام میں اعلیٰ اقدار ہیں‘ اس میں دنیا و آخرت میں انسانیت کی فلاح و بہبود کا سامان موجود ہے تو انہوں نے فعال طریقے سے برطانوی حلقوں میں صحیح اسلامی فکر پیش کرنے میں سرگرم حصہ لیا اور دوسرے داعیان اسلام کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔

برطانیہ میں اسلام کی صورتِ حال:

ولیم کی زندگی میں برطانیہ میں مساجد کی تعداد تیرہ سے زیادہ نہ تھی‘ لیکن مختلف شہروں میں اب یہ تعداد بڑھ کر چار سو تک پہنچ گئی ہے‘ جن میں غیر برطانوی مسلمان جاتے ہیں‘ ان مسلمانوں کی تعداد دسیوں ہزار سے لاکھوں تک پہنچ گئی ہے‘ جن میں سے نصف وہاں کی شہریت کے حامل ہیں‘ بلکہ انہوں نے "برطانوی اسلامی پارٹی" کے نام سے ایک پارٹی قائم کی جو یورپ میں اپنی نوعیت کی پہلی پارٹی ہے اور مسلمانوں کے مسائل پر توجہ دیتی ہے‘ آج داعیان اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس تحریک کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں جو برطانیہ کے ابتدائی مسلمانوں نے برطانیہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کے حوالے سے شروع کی تھی‘ بالخصوص اس وقت جب کہ رپورٹیں بتاتی ہیں کہ برطانیہ میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں اسلام قبول کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے‘ یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوئی جب کلیسا انہیں عقل کے لئے ناقابل قبول عقیدہ تثلیث کی طرف کھینچنے میں ناکام ہو گیا۔

رائے عامہ کا اندازہ لگانے والے اداروں کا خیال ہے کہ آئندہ سالوں میں بڑی تعداد میں انگریز اسلام کے حلقہ بگوش ہوں گے‘ اس وجہ سے کہ اسلامی عقیدہ ہی وہ عقیدہ ہے جو خالق کی حقیقت کا معقول جواب دیتا ہے‘ جو عقل و فطرت سب کے لئے قابل قبول ہے اور اس میں انسانی روح کی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت ہے۔ (الفیصل شمارہ:۳۱۷ جلد:۲۵)

امریکی شاعر و ادیب محمد عبداللہ رکویل

جس نے اسلام میں اپنا مقصد پایا:

ڈونالڈ رکویل شہر ٹیلورول (امریکہ) میں پیدا ہوا‘ وہ ایک عیسائی خانوادے کا چشم و چراغ تھا‘ اس نے اپنے عیسائی والدین کے مذہب کے مطابق نشو و نما پائی‘ اس نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب بالخصوص مذہب اسلام قبول کرے گا‘ جسکے بارے میں اس نے پادریوں سے بارہا سنا تھا کہ وہ ایک بت پرست مذہب ہے‘ مشرق میں رہنے والے کچھ پسماندہ لوگ اسے مانتے ہیں اور عیسائیت کے بنیادی عقیدے "تثلیث" کے منکر ہیں۔

ممتاز شاعر و ادیب بننے کا خواب:

مذہبی تصور ڈونالڈ کے ذہن میں زیادہ جگہ نہ پاسکا‘ کیونکہ ملک میں لوگوں پر مسلط مادیت نے نوجوانوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی اور لذت اندوزی کے علاوہ کسی چیز میں غور و فکر کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور نہ روحانی و غیبی چیزوں کی طرف توجہ کرنے کی کبھی فرصت دی‘ نیز اس کی ادب سے عموماً اور شاعری سے خصوصاً دلچسپی نے اس کے ذہن کے تمام خانوں کو مصروف کر دیا تھا‘ کیونکہ اس کی یہ تمنا تھی کہ وہ میدان ادب کا ایک شہسوار بنے‘ واشنگٹن کے ایک اسکول میں تعلیم کے دوران اس کی اس خواہش کو مزید ترقی ملی واشنگٹن اور کولمبیا کی یونیورسٹیوں سے تعلیم مکمل کرتے ہی وہ اپنی زندگی کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو گیا‘ وہ خواب یہ تھا کہ وہ کسی طرح ایک ممتاز شاعر و ادیب بن جائے‘ تعلیم کے دوران اس نے بہت سے ادبی انعامات حاصل کئے جنہوں نے اس کے حوصلے کو دوچند کر دیا۔

ادب ہدایت کا ذریعہ بنا:

ڈونالڈ رکویل کی ادب سے دلچسپی نے اسے غیر منصوبہ بند طریقے پر اسلام سے واقف کرانے میں بڑا کردار ادا کیا‘ کیونکہ ادب کا انسانی مزاج ادیب کے لئے ضروری قرار دیتا ہے کہ اس کی نگاہ اپنے مقامی معاشرے تک محدود نہ رہے‘ بلکہ اس کی نگاہ عالمی معاشرے پر ہونی چاہئے‘ اس لئے وہ مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں سے واقفیت حاصل کرے‘ کیونکہ انسانی جذبات و اقدار ایک کل کی حیثیت رکھتے ہیں‘ جن میں تجزی نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی ایک قوم کے ساتھ یہ خاص ہے‘ ادب‘ علم و آگہی کی ایک صنف کے اعتبار سے گو کہ اس کے موضوعات میں علاقائیت اور خصوصیت پائی جاتی ہے‘ لیکن وہ اپنے بلند اقدار کے اعتبار سے عالمی ہے‘ اس لئے ڈونالڈ نے چاہا کہ وہ اقوام عالم کی ثقافتوں سے واقفیت حاصل کرے‘ اسے مشرق کے افسانے بہت پسند آئے‘ جن میں مشرقیوں کی زندگی کو ابہام اور تناقض کا حامل بتایا گیا ہے۔ ڈونالڈ نے اسلام کے متعلق کچھ کتابوں کے ترجمے پڑھے کہ شاید وہ ان کے ذریعہ اہل مشرق کے انداز فکر اور ان کی ثقافت و ادب کے عناصر کو سمجھ سکے۔

ڈونالڈ رکویل نے اسلام کیوں قبول کیا؟

رکویل نے ماہنامہ حضارۃ اسلام میں اپنے قبول اسلام کا واقعہ خود تحریر کیا‘ وہ لکھتے ہیں:

"بہت سے اسباب و عوامل میرے

اسلام قبول کرنے کا سبب بنے جن کا احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے' کیونکہ ان میں سے کچھ ظاہر ہیں' جنہیں ہر کوئی جان سکتا ہے اور کچھ پوشیدہ و مخفی ہیں' جن کا تعلق قلب و روح کی گہرائیوں سے ہے' میں نے اسلام کے بارے میں پڑھا' قرآن کا مطالعہ کیا اور سیرت پر بھی تھوڑا مطالعہ کیا' چنانچہ ان میں سے بہت سی چیزوں پر میری نگاہ جا کر ٹک گئی۔"

اسلام کے مطالعے کے دوران رکویل کی سب سے زیادہ توجہ کا مرکز جو چیز بنی وہ اسلامی عقیدے کی سادگی تھی' اسلام میں نہ ایسے اسرار و رموز اور چیستانیں ہیں' جن پر ایک مسلمان سے بلا رد و قدح کے ایمان لانے کا مطالبہ ہو جیسا کہ عیسائیت اپنے ماننے والوں سے کلیسا کے سات رموز پر بغیر ان کی حقیقت دریافت کئے ہوئے ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے' جو شخص ان رموز کے فوائد معلوم کرتا ہے تو وہ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور ملعون ٹھہرا دیتا ہے۔

اسلام اور عیسائیت کا تقابلی جائزہ:

اس نے عیسائیت کے دعوؤں کا موازنہ کیا' چنانچہ اس نے دیکھا کہ کلیسا ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ عفت اور قلب و جسم کی طہارت کی دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف وہ عملی طور پر ان بلند اقدار کے خلاف کرتا ہے' چنانچہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ پادری دعا کے ذریعے اعتراف کرنے والا گنہگار کے گناہوں کو معاف اور اس کی روح کو پاک کر سکتا ہے' خواہ وہ بار بار گناہ کا ارتکاب کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے رکویل کو کھلا ذہن عطا فرمایا تھا' اس لئے رکویل کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہ رہا کہ کلیسا اپنا مادی غلبہ اور عام لوگوں کے ذہنوں پر تسلط برقرار رکھنے کے لئے اپنے اصول و اقدار کو نظر انداز کر دیتا ہے' تاکہ پادریوں کو مقام و مرتبہ اور دولت و ثروت حاصل ہوتی رہے اور معاملات پر ان کی گرفت باقی رہ سکے۔

اس کے بالمقابل اسلام وساطت کا قائل نہیں' وہ انسان اور خالق کے درمیان کسی کو واسطہ نہیں ٹھہراتا' کیونکہ اسلام میں انسان اور اس کے خالق کا تعلق براہ راست ہے' ایک مسلمان سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ کم از کم پانچ مرتبہ روزانہ فرض نمازوں کے ذریعہ اپنے خالق سے ملے' ہر طالب صادق کے لئے توبہ کا دروازہ چوپٹ کھلا ہوا ہے' معافی' جس کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے' اس کی واحد شرط یہ ہے کہ توبہ سچے دل سے ہو' سچی توبہ سے آدمی اپنے خالق کی معافی و خوشنودی حاصل کر سکتا ہے' اس کے لئے اسے کسی واسطے کی ضرورت نہیں' ایک مسلمان کو اپنے خالق تک پہنچنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں' کیونکہ اسلام نے اس کو یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں معلوم کریں (تو آپ کہہ دیجئے کہ) میں قریب ہوں' پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں' جب وہ مجھے پکارے۔" (البقرہ:۱۸۶)

اسلام کی رواداری اور لوگوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ وہ دوسرا اہم نکتہ ہے' جس نے رکویل کی توجہ اس آسانی عقیدے کی طرف کھینچ لی' اس نے اسلام میں لوگوں کے درمیان مساوات کے بہت پرشکوہ اور اعلیٰ نمونے پائے' اسلام اس بات کا علمبردار ہے کہ تمام انسان' اگرچہ وہ دنیاوی مال و متاع اور رنگ و نسل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں' اللہ کے سامنے برابر ہیں' اگر کسی کو کسی پر فضیلت و برتری ہے تو وہ صرف تقویٰ کے ذریعہ ہے' یہی اللہ کے نزدیک فضیلت و برتری کی اساس ہے۔ بلکہ اسلام کی تعلیمات میں انسانی ہمدردی اس درجہ پر پہنچ گئی کہ اس نے غریب کے لئے مالدار کے مال میں حق مقرر کر دیا' جسے وہ زکوٰۃ کی شکل میں ادا کرتا ہے' اسلام نے اس زکوٰۃ کو ایک اہم رکن قرار دیا' مالدار آدمی اس وقت تک مکمل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

اسلام: ایک معتدل مذہب:

رکویل نے اسلام کو ایک معتدل مذہب پایا' جو کسی چیز میں غلو اور افراط و تفریط کا قائل نہیں' چنانچہ وہ مسلمان کو دنیاوی مال و متاع سے نہیں روکتا' لیکن ساتھ ہی وہ آخرت سے غافل ہو کر دنیوی لذتوں میں کلی طور پر منہمک ہونے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے' اس سے دار آخرت کما لے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول۔" (القصص:۷۷)

اب رکویل کا دل مطمئن ہو گیا' بالآخر اس نے وہ چیز پالی جس کی اسے تلاش تھی' کیونکہ اسلام انسان کی روحانی ضرورت کو پورا کرتا ہے' اس نے پورے اطمینان کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کیا' برکت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس نے اپنا نام محمد عبداللہ رکھا' کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے بہت متاثر ہوا تھا' اس لئے کہ آپ کی

سیرت عظیم تاریخ' عظیم جدوجہد اور عظیم شخصیت سے عبارت ہے۔

قبول اسلام کے بعد محمد عبداللہ کی سرگرمیاں:

محمد عبداللہ نے قبول اسلام کے بعد لوگوں کو اسلام کی حقیقت سے واقف کرانے میں اہم کردار ادا کیا' اس سلسلے میں انہوں نے اپنے طاقتور ایمان' پُر جوش شاعری اور ادیبانہ قلم سے بھی مدد لی' مزید ان پر اللہ کا فضل یہ ہوا کہ انہوں نے بحیثیت شاعر' ناقد اور انشا پرداز بہت شہرت پائی' انہوں نے ایک ماہنامے کی ادارت بھی کی' اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنایا' کیونکہ انہوں نے اپنے طاقتور کردار' وسیع علم اور بے پایاں ادب کے ذریعے اہل مغرب کے سامنے ایک ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ ایک مسلمان کو اس کے مطابق ہونا چاہئے' ان کی وجہ سے بہت سے ان کے شناساؤں نے اسلام کے متعلق اپنے ان افکار کی تصحیح کی جو پادریوں اور مستشرقین نے ان کے ذہن میں بور کھے تھے' ان لوگوں نے اسلام کی دعوت اور اس کی عظمت کی حقیقت کو جانا۔

محمد عبداللہ اور ان جیسے بہت سے دوسرے لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا' بلاشبہ وہ لوگ نمونہ ہیں' ہر مسلمان کو پورے فخر کے ساتھ ان کا تذکرہ کرنا چاہئے' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی آخرت کو خریدا' صدق دل سے ایمان لائے' اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں انہیں انبیا' صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے' بلاشبہ یہ بہت بہترین رفیق ہیں۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کی عالمی سطح پر سرپرستی کی جارہی ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے قتل عام کی منصوبہ بندی کرسکیں۔ علمائے کرام

کراچی (نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کے ایما پر عالمی سطح پر اسلام کے خاتمے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔ مسلمانوں کو دہشت گرد اور انتہا پسند کہنے والے خود دہشت گرد اور انتہا پسند ہیں۔ اسلام کی تعلیمات امن وامان کی داعی ہیں۔ عالمی استحکام اور نفاذ اسلام کے بغیر ناممکن ہے۔ اسلام کے فروغ کے لئے کی جانے والی کوششوں کا ساتھ دینا مسلمان کے لئے لازمی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے امت مسلمہ میں افتراق وانتشار کا بیج بویا اور اس کے پیروکار آج تک اسلامی ممالک میں انتشار' انارکی اور بدامنی پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا نذیر احمد تونسوی' حافظ محمد سعید لدھیانوی' مولانا قاری فیض اللہ چترالی' محمد انور اور دیگر نے کیا۔ وہ ستار مسجد ڈیفنس میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے امت مسلمہ کی موجودہ زبوں حالی کی اصل وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے عملی طور پر اسلام سے کنارہ کشی ہی اختیار نہیں کی بلکہ اللہ سے بغاوت پر اتر آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمیں اقوام عالم کے مقابلے میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس وقت قادیانیوں کی عالمی سطح پر سرپرستی کی جارہی ہے اور مسلم ممالک کی حکومتوں میں کلیدی آسامیوں پر انہیں تعینات کیا جارہا ہے تاکہ وہ اسلام کے خلاف کھل کر اقدامات کرسکیں اور مسلمانوں کے قتل عام کی منصوبہ بندی کرسکیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو قادیانیوں کی سازشوں سے خبردار کرتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوجائیں۔

بقیہ اعمال صالحہ

جس کے بعد خود ساختہ معیاروں و اصولوں اور اختراعی قوانین وضوابط کی کوئی حقیقت ہی باقی نہیں رہتی۔ آج امت میں اسی معیار سے غفلت اور بنیادی ارکان پر عمل میں کوتاہی کے ساتھ ساتھ شریعت کو اپنے مزاج اور طبیعت کے موافق بنانے' کام ودہن کی فانی لذات کی خاطر مذہب کے نام پر نت نئے طریقے ایجاد کرنے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے جس کی بنا پر اعمال صالحہ' نیکیوں اور بھلائیوں کے سلسلہ میں ہر شخص کا اپنا ایک خاص نقطہ نظر اور اصول وضابطہ ہے جس پر وہ اعمال کو پرکھتا اور تولتا ہے' موافق ہونے پر اس کو صحیح سمجھتا ہے اور مخالف ہونے پر اس کو رد کردیتا ہے' ظاہر ہے کہ اس کی حقیقت نفسانیت اور خواہشات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے' بلکہ عملی میدان کا کوئی بھی اقدام خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی' قابل تحسین و لائق اعتبار اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اس قرآنی کسوٹی پر اس کا کھرا اور خالص ہونا واضح نہ ہوجائے۔

☆☆..........☆☆

قادیانی عقائد پر ایک نظر

مرزا غلام احمد قادیانی نے درج ذیل دعاوی کئے جو قادیانیوں کے عقائد کا بنیادی جزو ہیں:

بیت اللہ:

"خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔" (اربعین ۴ ص ۱۵ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

مجدد:

"جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔" (کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

مامور من اللہ:

"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔" (نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶ و کتاب البریہ ص ۱۸۳ حاشیہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

نذیر:

"الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤھم" (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے)۔ (تذکرہ ص ۴۴، ضرورۃ الامام ص ۳۱ در روحانی خزائن ص ۵۰۲ جلد ۱۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲ در روحانی خزائن ۲۱ ج ۶۶)

آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

"یا ادم اسکن انت وزوجك الجنة یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة نفخت فیك من لدنی روح الصدق"۔

ترجمہ: "اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔" (تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ ص ۴۹۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

"مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابو البشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیا مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۷۱، ۷۲ حاشیہ)

رسالت:

الہام: "انی فضلتك علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا"۔ (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں)۔ (تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰/دسمبر ۱۸۸۴ء اربعین نمبر ۲ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

توحید و تفرید:

الہام:...... "تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔" (تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

"تو مجھ سے اور میں تجھ سے

ہوں۔" (تذکرہ ص۴۳۶ طبع دوم)

مثیل مسیح:

"اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔" (تذکرہ ص ۲۰۷ طبع سوم تبلیغ رسالت ج ا ص ۱۵۹ مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۲۰۷)

مسیح ابن مریم:

الہام:...... "جعلناك المسيح ابن مريم" (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔" (تذکرہ ص ۱۸۶ طبع سوم ازالہ اوہام ص ۴۳۲ درروحانی خزائن ص ۴۴۳ جلد ۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ درروحانی خزائن ص ۲۴۰ جلد ۱۸)

صاحب کن فیکون:

الہام:......"انما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون۔"

"یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔" (تذکرہ ۲۰۳ طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ درروحانی خزائن ص ۱۲۴ ج ۲۱)

مسیح اور مہدی:

"بشرني وقال ان المسيح الموعود الذي يرقبونه والمهدى المسعود الذي ينتظرونه هو انت۔"

ترجمہ: "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔" (تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجہ ص ۳ درروحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

امام زماں:

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔" (ضرورۃ الامام ص ۲۴ درروحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

ظلی نبی:

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ درروحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت ورسالت:

۱:......"انا انزلناه قريبا من القاديان...... الخ"

ترجمہ: "ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔" (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ درروحانی خزائن ج ا ص ۵۹۳، الحکم جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴/ اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم)

۲:......"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱ درروحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳:......"میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ درروحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

۴:......"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ درروحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶ وضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴ درروحانی ج ۱۷ ص ۴۳)

۵:......"وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔" (دافع البلاء ص ۵ درروحانی خزائن ص ۲۲۵، ۲۲۶ ج ۱۸)

(جاری ہے)

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150 روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75 روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75 روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوری قیمت: 100 روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125 روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100 روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60 روپے	رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعود قیمت: 100 روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100 روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20 روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600 روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 514122

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, 542277 Fax:542277,514122

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340